ازعدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ:23نومبر1964

سید بشیر الدین اشرف

بنام

بہار صوبائی سنی مجلس اوقاف ودیگراں

[پی بی گجیندر گڈکر، چیف جسٹس، ایم ہدایت اللہ، جے سی شاہ، ایس ایم سیکری اور آر ایس بچاوت، جسٹسز]

پریکٹس - الزام کہ ہائی کورٹ نے نکات پر غور نہیں کیا، مناسب اور مناسب طریقہ کار کی دلیل دیتا ہے۔

بہار وقف ایکٹ (8، سال1948)، دفعہ27(2)(h) جیسا کہ بہار وقف (ترمیمی) ایکٹ (18، سال1951) اور ذیلی دفعہ 37اور38-دائرہ کار۔

درخواست گزار کے خلاف بدانتظامی اور خرد برد کے الزامات لگائے گئے تھے جو بہار وقف ایکٹ 1948 کے تحت کچھ وقف املاک کے متولی تھے۔ ان الزامات کی تحقیقات ایکٹ کی دفعہ 22 کے تحت تعینات ناظرِ اوقاف نے کی اور الزامات ثابت ہوئے۔ ناظرِ کی رپورٹ کو بہار صوبائی سنی مجلس اوقاف (یا مجلس) کے صدر (چیئرمین) نے قبول کیا تھا جو اس ایکٹ کے تحت وقف کو نظر انداز کر رہی تھی۔ اکاؤنٹس کی جانچ پڑتال کے بعد صدر نے درخواست گزار کو حکم دیا کہ وہ اس سے واجب الادا رقم جمع کرائے۔ اس کے بعد 24 مئی 1951 کو ایکٹ 18 سال 1951 کے ذریعہ اس ایکٹ میں ترمیم کی گئی، جس کے ذریعہ ایک متولی کو اس بنیاد پر ہٹادیا گیا کہ اس نے جان بوجھ کر ایکٹ کے تحت مجلس کے احکامات اور ہدایات کی خلاف ورزی کی تھی، مجلس خود ڈسٹرکٹ جج کی مداخلت کے بغیر کی جاسکتی تھی۔ جب درخواست گزار حکم کے مطابق رقم جمع کرانے میں ناکام رہا تو صدر نے اسے عہدے سے ہٹانے کا حکم جاری کیا اور ایک سال کے لئے ایک اور متولی مقرر کیا۔ درخواست گزار نے ایکٹ کی دفعہ 27(3) کے تحت ڈسٹرکٹ جج کے حکم کو کالعدم

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

قرار دینے کی درخواست دی۔ درخواست مسترد کر دی گئی، لیکن عارضی متولی کی تقرری کا حکم بھی خارج کر دیا گیا۔ درخواست گزار اور عارضی متولی دونوں نے ہائی کورٹ میں اپیل کی۔ ہائی کورٹ نے اپیل کنندہ کی جانب سے دائر اپیل مسترد کر دی اور دوسری اپیل کی اجازت دے دی۔ سپریم کورٹ میں دائر اپیل میں درخواست گزار کی جانب سے موقف اختیار کیا گیا تھا کہ (i)ہائی کورٹ کے نوٹس میں لائے گئے متعدد دلائل پر عدالت نے غور نہیں کیا، (ii) دفعہ 27(2)(h) کے تحت انہیں صرف ترمیمی ایکٹ کے نافذ ہونے کے بعد دیے گئے مجلس کے احکامات اور ہدایات کی نافرمانی پر عہدے سے ہٹایا جا سکتا ہے نہ کہ پہلے جاری کیے گئے احکامات اور ہدایات کے سلسلے میں۔

حکم ہوا کہ:(i) یہ عدالت اس الزام پر دلیل پیش کرنے کی اجازت نہیں دے گی جو ہائی کورٹ نے ہائی کورٹ میں اٹھائے جانے پر اس دلیل پر غور کرنے کے لیے خارج کر دیا تھا۔ ہائی کورٹ ایک کورٹ آف ریکارڈ ہے اور جب تک کوئی کوتاہی قبول نہیں کی جاتی یا واضح طور پر ثابت نہیں ہوتی ہے، یہ عدالت اس الزام پر غور نہیں کرے گی کہ غلطی ہوئی ہے۔ اگر کوئی مادی نکتہ جانچ پڑتال کے دائرے میں نہیں آتا ہے تو فیصلے پر دستخط کرنے سے پہلے اس حقیقت کو ہائی کورٹ کے علم میں لایا جانا چاہئے اور اپیل میں اس نقطے کو اٹھائے جانے سے پہلے اس طرح کی عرضی پر ہائی کورٹ کا حکم دیا جانا چاہئے۔[209 D-F]

ہائی کورٹ کے خلاف اس طرح کے الزامات لگانے کا بڑھتا ہوا رواج۔ نا منظور کیا گیا۔[209 D]

(ii) اس ترمیم میں کوئی شک نہیں کہ مجلس کو ترمیم کی تاریخ سے ممکنہ طور پر کام کرنے کا اختیار حاصل ہے لیکن ترمیم کے تحت اختیار مجلس کی طرف سے جاری کردہ مجلس کے احکامات اور ہدایات کے سلسلے میں استعمال کیا جا سکتا ہے اور ترمیم کے نفاذ سے پہلے متولی کی طرف سے نافرمانی کی جا سکتی ہے۔ اس کے برعکس ہونے کا مطلب یہ ہو گا کہ ماضی کے طرز عمل کے حوالے سے ترمیم کے بعد نہ تو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

مجلس اور نہ ہی ڈسٹرکٹ جج کے پاس دائرہ اختیار تھا۔ کسی قانون کو لازمی طور پر اس وقت استعمال نہیں کیا جاتا جب اس کے ذریعہ تفویض کردہ اختیارات اس کے نفاذ سے پہلے کے طرز عمل پر مبنی ہوں، اگر یہ واضح طور پر ارادہ کیا گیا ہو کہ مذکورہ طاقت کو اس طرز عمل تک واپس پہنچنا چاہئے۔ کوئی ذاتی حق چھینا نہیں جا رہا تھا، کیونکہ بدانتظامی اور کئی طرح کی بدانتظامی قائم ہونے کے بعد متولی کی حیثیت سے برقرار رہنے کا کوئی حق نہیں ہو سکتا تھا۔[211 C-D, E-F]

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبری 739، سال 1963۔

پٹنہ ہائی کورٹ کے دسمبر 1960 کے فیصلے اور حکم نامے کے خلاف اپیل نمبر 688، سال 1958، سال 1959 اور دیوانی نظر ثانی نمبری 1153، سال 1958 میں کی گئی ہے۔

درخواست گزار کی طرف سے تارکیشور دیال اور کے کے سنہا۔

جواب دہندگان کی طرف سے سرجو پرساد اور یو پی سنگھ۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس ہدایت اللہ نے سنایا۔

ہدایت اللہ، جسٹس۔ درخواست گزار بشیر الدین اشرف ضلع مونگیر میں وقف املاک کے متولی تھے، جنہیں شیخ غلام یحییٰ نامی شخص نے 11 اپریل 1870 کو رجسٹرڈ وقف نامہ میں وقف کیا تھا۔ اس عمل کے تحت متوالیوں کو نسل در نسل واقیف کی مرد نسل میں سے منتخب کیا گیا تھا۔ سب سے پہلا متولی واقف تھا۔ ان کی وفات کے بعد ان کی اہلیہ نے تولیات کا چارج سنبھالا۔ اس کی موت کے بعد اپیل کنندہ کے والد اور 1930 سے اپیل کنندہ متوالی تھے۔ متولی انچارج اپنے معاوضے کے طور پر آمدنی کا 48/9واں حصہ حاصل کرنے کا حقدار تھا۔ یکم اپریل 1948 کو بہار وقف ایکٹ 1947 (ایکٹ 8 سال 1948) نافذ ہوا اور یہ وقف اس ایکٹ کے دائرہ کار میں آیا اور وقف نمبر 67 کے طور پر رجسٹرڈ ہوا۔ ایکٹ کی اسکیم کے تحت بہار صوبائی سنی مجلس اوقاف (جلد ہی مجلس) نے اس وقف کی نگرانی شروع

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کر دی۔ ہر زمانے میں سید بشیر الدین مجلس کے صدر (چیئر مین) تھے اور سید مہدی حسن دفعہ 22 کے تحت ناظرِ اوقاف تھے۔

2 مارچ 1949ء کو سید ناظرِ الدین اشرف (درخواست گزار کے سوتیلے بھائی) اور کچھ دیگر افراد نے بد انتظامی، خرد برد، وقف املاک کا بے دریغ ضیاع اور ضیاع، اکاؤنٹس میں جعل سازی وغیرہ سمیت متعدد الزامات پر اپیل کنندہ کو متولی سے ہٹانے کے لئے درخواست پیش کی۔ یہ مقدمہ نمبر 37 سال 1949 کے طور پر درج کیا گیا تھا۔ مہدی حسن نے 25 مئی 1950ء کو مجلس کو اطلاع دی کہ درخواست گزار کے خلاف لگائے گئے الزامات ثابت ہو چکے ہیں۔ 20 اگست 1950 کو ہونے والے اجلاس میں ان کی رپورٹ پر غور کیا گیا اور درخواست گزار کو نوٹس جاری کیا گیا کہ کیوں نہ انہیں ہٹایا جائے۔ اس نے وجہ دکھائی۔ ناظرِ کو دوسری رپورٹ پیش کرنے کی ہدایت کی گئی جو انہوں نے 15 اکتوبر 1950 کو کی۔ اس کے بعد درخواست گزار سے پوچھ گچھ کی گئی اور 28 نومبر 1950 کو صدر نے ناظرِ کی رپورٹ سے اتفاق کرتے ہوئے ایک حکم جاری کیا اور ناظرِ کی جانب سے بدانتظامی وغیرہ کے بارے میں دیے گئے نتائج کی تصدیق کی۔ اکاؤنٹس کی جانچ کے لئے ایک آڈیٹر مقرر کیا گیا تھا اور اس نے 8 فروری 1951 کو اطلاع دی کہ درخواست گزار کی طرف سے وقف اسٹیٹ کو 3/1/9682 روپے کی رقم واجب الادا ہے۔ صدر نے درخواست گزار کو حکم دیا کہ وہ یہ رقم 2 اپریل 1951 کو یا اس سے پہلے کسی تسلیم شدہ بینک میں جمع کرائے۔ جب درخواست گزار رقم جمع کرانے میں ناکام رہا تو صدر نے 28 جون 1951 کو اسے عہدے سے ہٹا کر اس کی جگہ ایک وکیل (مولوی محمد شعیب) کو ایکٹ کی دفعہ 32 کے تحت ایک سال کی مدت کے لئے متولی مقرر کیا اور اسے درخواست گزار سے وقف کی جائیداد کا چارج لینے کی ہدایت دی۔

اس کے بعد درخواست گزار نے صدر کے حکم کو کالعدم قرار دینے کے لئے بہار وقف ایکٹ کی دفعہ 27(3) کے تحت ڈسٹرکٹ جج کو درخواست دی اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کارروائی متفرقہ کیس نمبری 4/30 سال 1951 کے طور پر درج کی گئی۔ صدر کے حکم کو کئی بنیادوں پر چیلنج کیا گیا تھا، کچھ حقیقت میں اور کچھ قانون کی بنیاد پر۔ درخواست گزار نے مولوی محمد شعیب کو متولی شپ سے ہٹانے کا بھی مطالبہ کیا۔ موجودہ اپیل مونگیر کے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے حکم اور 21 دسمبر 1960 کے ہائی کورٹ کے فیصلے سے پیدا ہوتی ہے۔

ڈسٹرکٹ جج کے سامنے کارروائی کے دوران اپیل کنندہ کی درخواستوں اور جواب میں دلائل پر چار تنقیحات طے کیے گئے۔ وہ یہ تھے:

(i) کیا مجلس یا صدر اس قابل تھی اور اس کا دائرہ اختیار تھا کہ وہ متولی کو وقف املاک کے اکاؤنٹس پیش کرنے، پوچھ گچھ کرنے اور اس قانون کے نفاذ سے پہلے کی مدت کے لئے اس طرح کی جانچ کی بنیاد پر احکامات جاری کرنے کی ہدایت دے؟

(ii) کیا مجلس یا صدر 28-6-1951 کے حکم میں بیان کردہ بنیادوں پر درخواست گزار کو متولی کے عہدے سے ہٹانے کا حکم جاری کرنے کا مجاز اور اختیار رکھتی ہے؟

(iii) کیا مجلس یا صدر مولوی محمد شعیب کو عارضی متولی مقرر کرنے کا مجاز اور حدِ اختیار تھا؟

(iv) کیا اس قانون کی دفعہ 27 اور 32 ہندوستان کے آئین کے منافی ہیں؟

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج مونگیر نے درخواست گزار کے خلاف تیسرے کے علاوہ تمام معاملات کا فیصلہ سنایا۔ پہلے دو تنقیحات پر انہوں نے کہا کہ صدر ترمیمی ایکٹ کے نفاذ سے پہلے جاری کردہ احکامات کی نافرمانی کی بنیاد پر برطرفی کا حکم جاری کرنے کا مجاز ہے۔ چوتھا تنقیہ اس شکل میں پیش نہیں کیا گیا تھا لیکن پہلے تنقیے سے ملتا جلتا ایک نیا نکتہ اٹھایا گیا تھا جس کا ہم فی الحال حوالہ دیں گے۔ تیسرے تنقیے میں سوال اٹھائے گئے عارضی متولی کی تقرری کے حکم کو اس بنیاد پر دائرہ اختیار سے باہر قرار دیا گیا تھا کہ دفعہ 32 کے تحت ڈسٹرکٹ جج سے اس کی توثیق کی جانی تھی اور

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

تقرری خالی کر دی گئی تھی۔ نیا نکتہ یہ تھا کہ ترمیمی ایکٹ 1951 میں شامل کی گئی دفعہ 27(2)(h)(3) سابقہ نہیں تھی اور صرف 6 جون، 1951 سے کام کر سکتی تھی، جس کے بارے میں کہا گیا تھا کہ ترمیمی ایکٹ نافذ ہونے کی تاریخ ہے، اور یہ کہ مجلس کے اختیارات صرف اس تاریخ کے بعد ہونے والے واقعات کے سلسلے میں استعمال کیے جا سکتے ہیں۔ اپیل کنندہ کی اس دلیل کو مسترد کر دیا گیا۔

ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے حکم کے خلاف بالترتیب اپیل گزار اور مولوی محمد شعیب کی جانب سے دو اپیلیں دائر کی گئیں۔ مجلس اور مولوی محمد شعیب کی جانب سے نظر ثانی کی درخواست بھی دائر کی گئی۔ درخواست گزار نے ہائی کورٹ میں 41 بنیادیں اٹھائی تھیں: پہلے پانچ بنیادوں پر یہ دلیل دی گئی تھی کہ مجلس کو دیے گئے اختیارات، جو پہلے ڈسٹرکٹ جج کے پاس تھے، صرف 6 جون 1951 سے کام کر سکتے ہیں اور چونکہ 6 جون 1951 کے بعد مجلس کے کسی حکم یا ہدایت کی خلاف ورزی نہیں کی گئی تھی۔ پرانے مواد پر 28 جون 1951 کو دیا گیا حکم غیر قانونی اور کالعدم تھا۔ بنیادیں 23 اور 29(a) تا (f) نے یہ دلیل پیش کی کہ بہار ایکٹ 8 سال 1948 کی ذیلی دفعہ 27، 55، 56، 57، 59 اور 60 آئین کے آرٹیکل 19، 25، 26 اور 31 کے تحت درخواست گزار کے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی ہے۔ بقیہ بنیادیں ناظرِ کی جانب سے کی جانے والی تحقیقات کا حکم دینے کے دائرہ اختیار اور شواہد کے حوالے سے صدر کے حکم کی خوبیوں سے متعلق تھیں۔ ان بنیادوں پر درخواست گزار نے دلیل دی کہ صدر کا حکم تعصب، بدگمانی اور بدنیتی پر مبنی تھا اور غلط، من گھڑت اور غیر قانونی تھا۔ ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے حکم کو بھی متحرف، غلط اور غیر قانونی قرار دیا گیا۔

دونوں اپیلوں کی ایک ساتھ سماعت ہوئی۔ ہائی کورٹ نے 21 دسمبر 1960ء کو ایک مشترکہ فیصلہ سناتے ہوئے اپیل گزار کی اپیل مسترد کر دی اور مولوی محمد شعیب کی اپیل کو قبول کر لیا۔ مولوی محمد شعیب کی اپیل پر سماعت کرتے ہوئے ہائی کورٹ نے نشاندہی کی کہ ایکٹ کی دفعہ 32 میں مجلس کو متولی کے دفتر

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

میں خالی ہونے پر عارضی تقرری کرنے کا اختیار دیا گیا ہے اور اس دفعہ کے الفاظ کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تقرری سے پہلے پیشگی اجازت یا بعد میں منظوری ہونی چاہیے۔ہائی کورٹ نے درست طور پر نشاندہی کی کہ ان الفاظ سے ظاہر ہوتا ہے کہ تقرری اس وقت تک جاری رہے گی جب تک کہ مجاز عدالت کی طرف سے اس کے برعکس حکم جاری نہیں کیا جاتا۔ یہ نتیجہ اتنا درست ہے کہ ہمیں اس سے زیادہ کچھ کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔

اپیل کنندہ کو ہٹانے کے قابلیت کی بنیاد پر ہائی کورٹ نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے نقطہ نظر کی توثیق کی۔ فاضل وکیل نے ہمارے سامنے یہ دلیل پیش کی کہ معزز ججوں کے علم میں لائے گئے حقائق پر ان کے متعدد دلائل پر غور نہیں کیا گیا اور اس عدالت میں اپیل کرنے کی اجازت کی درخواست میں انہوں نے ان دلائل کو بنیاد نمبری 31(a) تا (p) کے طور پر ذکر کیا تھا۔ ہم نے فاضل وکیل کو یہ بنیادیں اٹھانے کی اجازت نہیں دی اور ہم یہاں یہ کہہ سکتے ہیں کہ ہم ہائی کورٹس کے خلاف اس طرح کے الزامات لگانے کے بڑھتے ہوئے رواج کی مذمت کرتے ہیں۔ یہاں فیصلہ کافی طویل اور قابل غور ہے اور ایسا لگتا ہے کہ اس میں حقائق اور قانون کے سوالوں پر دلائل کا نوٹس لیا گیا ہے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ فیصلہ ہر انفرادی دلیل کو ریکارڈ کرے اور اسے پسپا کرے چاہے وہ کھوکھلا ہی کیوں نہ ہو۔ اگر کوئی مادی نکتہ جانچ پڑتال کے دائرے میں نہیں آتا ہے تو فیصلے پر دستخط کرنے سے پہلے اس حقیقت کو ہائی کورٹ کے علم میں لایا جانا چاہئے اور اپیل میں اٹھائے جانے سے پہلے اس طرح کی عرضی پر ہائی کورٹ کا حکم دیا جانا چاہئے۔ یہ عدالت عام طور پر ہائی کورٹ کے فیصلے میں دی گئی دلیل کی تفصیلات کو صحیح سمجھے گی اور اس بارے میں پوچھ گچھ نہیں کرے گی کہ وہاں کیا بحث کی گئی تھی اور کیا نہیں تھی۔ اس عرضی پر نکات پیش کرنے کی اجازت دینا کہ وہ ہائی کورٹ کے سامنے اٹھائے گئے تھے لیکن اس پر غور نہیں کیا گیا تھا، لامتعدد قانونی چارہ جوئی کے دروازے کھول دے گا اور یہ اس حتمی حیثیت کو تباہ کرنے کے مترادف ہو گا جو حقیقت کے معاملات پر ہائی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کورٹ کے فیصلے سے منسلک ہونا چاہئے۔ ہائی کورٹ ایک کورٹ آف ریکارڈ ہے اور جب تک کوئی کوتاہی قبول نہیں کی جاتی یا واضح طور پر ثابت نہیں ہوتی ہے تب تک یہ عدالت اس الزام پر غور نہیں کرے گی کہ غلطی ہوئی ہے۔ درخواست گزار کے خلاف الزامات کی سچائی کی تفتیش ناظرِ نے کی اور الزامات ثابت ہوئے۔ ناظرِ کی رپورٹ صدر، ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج اور ہائی کورٹ نے قبول کر لی۔ درخواست گزار کا ٹرائل بہت منصفانہ رہا ہے اور یہ واضح ہے کہ اپیل کنندہ کو پورے معاملے پر دوبارہ بحث کرنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی کیونکہ اس نے نئے دلائل پر غور کیا ہے۔

اس سے حقائق کے تمام سوالات حل ہو جاتے ہیں اور اب ہم قانون سے متعلق دلائل پر غور کرتے ہیں جو بنیادی طور پر مجلس اور / یا صدر کے دائرہ اختیار سے متعلق تھے کہ وہ ہٹانے کا حکم جاری کریں۔ یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ موجودہ درخواست گزار کے مقدمے میں بہار وقف ایکٹ 1947 کی دفعہ 58 کو پہلے آئین کی خلاف ورزی قرار دیتے ہوئے چیلنج کیا گیا تھا۔ اس عدالت نے بشیر الدین اشرف بمقابلہ ریاست بہار ([1]) کے معاملے میں اپنے فیصلے کے ذریعے اس دفعہ کو درست قرار دیا۔ درخواست گزار کو پہلے ہی متولی کے عہدے سے ہٹا دیا گیا تھا جب اس نے بہار وقف ایکٹ کی دفعہ 65(1) کے تحت پیدا ہونے والے ایک مجرمانہ معاملے میں یہ اعتراض اٹھایا تھا۔ اس وقت درخواست گزار نے ایکٹ کی کسی دوسری دفعہ کے جواز پر سوال نہیں اٹھایا تھا۔ نہ ہی انہوں نے کسی دوسرے طبقے کو اپنے بنیادی حقوق کی خلاف ورزی قرار دیا۔ حالانکہ انہوں نے اپنے بنیادی حقوق پر سوال اٹھائے تھے لیکن وقف ایکٹ کی دفعات عوامی مفاد میں اس قدر واضح ہیں کہ اپیل گزار نے اس قانون کو اس طرح چیلنج نہیں کیا۔ انہوں نے ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کے سامنے جن دفعات کو چیلنج کیا وہ ایکٹ کی ذیلی دفعہ 27 اور 32 تھیں۔ ہائی کورٹ میں کچھ دیگر دفعات کو بھی چیلنج کیا گیا تھا، لیکن ہمارے سامنے سماعت کے دوران اعتراض صرف دفعہ 27 تک محدود تھا اور قانون کی دفعہ 32 کے تحت مجلس

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document

کے لئے کام کرنے کے صدر کے اختیارات تھے۔ ان کو کسی بھی طرح سے غیر آئینی نہیں کہا جا سکتا اور اس طرح یہ کارروائی ہمارے سامنے رکھی گئی ہے کہ یہ ان طبقوں سے باہر ہے یا ان کی حمایت نہیں ہے۔

بہار وقف قانون کی دفعہ 27 میں مجلس کے اختیارات اور فرائض کا ذکر کیا گیا ہے۔ اسے تین ذیلی حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلی ذیلی دفعہ کے تحت تمام وقفوں کی عمومی نگرانی مجلس کے سپرد کی گئی ہے اور اسے یہ اختیار دیا گیا ہے کہ وہ ہر ممکن اور ضروری کام کرے تاکہ اس بات کو یقینی بنایا جا سکے کہ وقفوں کی مناسب نگرانی اور انتظام کیا جائے اور ان کی آمدنی کو مناسب طریقے سے استعمال کیا جائے اور ان وقفوں کے مقاصد پر لاگو کیا جائے۔ اس کے بعد ذیلی دفعہ (2) میں مثال کے طور پر اور پہلی ذیلی دفعہ کی دفعات کی عمومیت کے بارے میں تعصب کے بغیر مجلس کے مخصوص اختیارات اور فرائض کو بیان کیا گیا ہے۔ اس ذیلی دفعہ کی شق (h) مجلس کو یہ اختیار دیتی ہے کہ اگر کوئی متولی عمل کرنے سے انکار کرتا ہے یا جان بوجھ کر اس ایکٹ کے تحت مجلس کے احکامات اور ہدایات کی خلاف ورزی کرتا ہے تو وہ کسی متولی کو اس کے عہدے سے ہٹا سکتا ہے۔ یہ الفاظ بہار وقف (ترمیمی) ایکٹ، 1951 (بہار ایکٹ 18، سال 1951) کی دفعہ 2 کے تحت 24 مئی، 1951 سے داخل کیے گئے تھے، جس تاریخ کو ترمیمی ایکٹ کو بہار کے گورنر کی منظوری مل گئی تھی۔ اس سے پہلے ان الفاظ (حذف "احکامات اور") کو دفعہ 47 کی ذیلی دفعہ (1) کی شق (a) کی ذیلی شق (iv) کے طور پر شامل کیا گیا تھا جس کی بنیاد پر ڈسٹرکٹ جج کو مجلس کی درخواست پر متولی کو ہٹانے کا اختیار حاصل تھا۔

دوسرے لفظوں میں متولی کو اس بنیاد پر ہٹایا جا سکتا ہے کہ انہوں نے جان بوجھ کر اس ایکٹ کے تحت مجلس کے احکامات اور ہدایات کی خلاف ورزی کی تھی، ترمیم کے بعد مجلس خود ڈسٹرکٹ جج کی مداخلت کے بغیر کی جا سکتی تھی۔ ترمیم کے بعد ڈسٹرکٹ جج کے پاس یہ اختیار ختم ہو گیا۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

درخواست گزار کی دلیل یہ تھی کہ چونکہ یہ ترمیم سابقہ نہیں ہے اس لئے اختیارات کا استعمال صرف ترمیم شدہ ایکٹ کے نافذ ہونے کی تاریخ کے بعد دیئے گئے مجلس کے احکامات اور ہدایات کے سلسلے میں کیا جاسکتا ہے نہ کہ پہلے جاری کردہ احکامات اور ہدایات کے سلسلے میں۔ ان کے مطابق ترمیمی ایکٹ کو سابقہ طریقہ کار سے چلایا جارہا ہے جو کہ ناقابل فراموش نہیں ہے۔ ہمیں ان تنازعات میں کوئی طاقت نظر نہیں آتی۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اس ترمیم نے مجلس کو ترمیم کی تاریخ سے ممکنہ طور پر کام کرنے کا اختیار دیا تھا لیکن ترمیم کے تحت اختیارات کا استعمال مجلس کی طرف سے جاری کردہ احکامات اور ہدایات کے سلسلے میں کیا جاسکتا تھا اور ترمیم کے نفاذ سے پہلے متولی کی طرف سے نافرمانی کی جاسکتی تھی۔ اس کے برعکس ہونے کا مطلب یہ ہوگا کہ متولی کے ماضی کے طرز عمل کے حوالے سے ترمیم کے نفاذ کے بعد نہ تو مجلس اور نہ ہی ڈسٹرکٹ جج کے پاس دائرہ اختیار تھا۔ اس کا شاید ہی کوئی خیال رکھا جاسکتا تھا۔ جانچ پہلے ہی مجلس کے سامنے شروع ہو چکی تھی اور درخواست گزار کو ہٹانے کے لئے ڈسٹرکٹ جج کو اطلاع دی جانی چاہئے تھی لیکن یہ غیر ضروری تھا کیونکہ مجلس خود کارروائی کرنے کی اہل تھی۔ کسی قانون کو لازمی طور پر اس وقت استعمال نہیں کیا جاتا جب اس کے ذریعہ تفویض کردہ اختیارات اس کے نفاذ سے پہلے کے طرز عمل پر مبنی ہوں، اگر یہ واضح طور پر ارادہ کیا گیا ہو کہ مذکورہ طاقت کو اس طرز عمل تک واپس پہنچنا چاہئے۔ یہ الگ بات ہوگی اگر کوئی ذاتی حق چھین لیا جائے لیکن بدانتظامی اور بدانتظامی قائم ہونے کے بعد متولی کے عہدے پر برقرار رہنے کا کوئی حق نہیں ہو سکتا۔ اس ایکٹ میں غور کیا گیا ہے کہ اس طرح کے متولی کو ان کے عہدے سے ہٹادیا جانا چاہئے اور یہی اہم ہے۔ اس دلیل کو ہائی کورٹ اور نیچے کی عدالت نے درست طور پر مسترد کر دیا تھا۔

یہ بھی دلیل دی گئی تھی کہ ترمیم سے پہلے دفعہ 47 میں موجود شق میں 'ہدایات' کا ذکر ہے لیکن 'احکامات' کا نہیں اور ترمیم سے پہلے 'احکامات' کی خلاف ورزی ترمیم کے بعد مجلس کے ذریعہ نئے اختیارات کے استعمال کا باعث نہیں بن

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سکتی ہے۔ یہ دلیل نہ صرف نئی ہے بلکہ سراسر غلط بھی ہے۔ احکامات اور ہدایات مجلس کی پابند خواہش کا اظہار کرتے ہیں اور دونوں الفاظ صرف درجے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ایک حکم ایک ہدایت سے زیادہ پیچیدہ ہے اور ایک دلیل کبھی بھی درست نہیں ہوسکتی ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اگرچہ کسی ہدایت کی نافرمانی کو ہٹانے کی سزا کے قابل ہونا چاہئے، لیکن کسی حکم کی نافرمانی کو سزا کے بغیر ہونا چاہئے۔

آخر میں، یہ دلیل دی گئی کہ مجلس کو ہٹائے جانے کے اختیارات صدر کے ذریعہ استعمال نہیں کیے جاسکتے جب کہ معاملہ پہلے ہی مجلس کے سامنے ہے۔ دفعہ 37 اور 38 میں درج ذیل ہیں:

"37. صدر کی طرف سے مجلس کے اختیارات کا استعمال۔ اگر مجلس کی طرف سے فوری کارروائی کی کوئی ضرورت پیش آتی ہے اور اس طرح کی کارروائی کرنے کے لئے مجلس کے اجلاس کا اہتمام بروقت نہیں کیا جاسکتا ہے تو صدر اس ایکٹ کے تحت مجلس کے ذریعہ استعمال کیے جانے والے کسی بھی اختیارات کا استعمال کرسکتا ہے، لیکن مجلس کے اگلے اجلاس میں اس دفعہ کے تحت اس کے ذریعہ کی گئی کارروائی اور اس طرح کی کارروائی کرنے کی وجوہات کے بارے میں تحریری رپورٹ پیش کرے گا۔"

"38. مجلس کے اختیارات کی تفویض۔ مجلس اس ایکٹ کے تحت اپنے اختیارات اور فرائض میں سے کوئی بھی صدر کو تفویض کرسکتی ہے، جسے ایسے خاص حالات میں استعمال اور انجام دیا جاسکتا ہے، جیسا کہ مجلس بیان کرے، اور اسی طرح ایسے کسی بھی وفد کو واپس بھی لے سکتی ہے۔

اس بات کو ظاہر کرنے کے لئے کچھ بھی نہیں ہے کہ مجلس کے اختیارات تفویض نہیں کیے گئے تھے۔ لیکن اگر دفعہ 38 کا اطلاق نہ بھی ہو تب بھی دفعہ 37 سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ صدر کے پاس ایمرجنسی میں مجلس کے تمام اختیارات تھے اور ہائی کورٹ اور ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے بیک وقت کہا ہے کہ درخواست گزار کو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and
integrity of this document

فوری طور پر ہٹانا اور اس سے وقف کی جائیداد چھیننا ضروری تھا۔ خاص طور پر جب انہوں نے مجلس کے حکم کی خلاف ورزی کی اور آڈیٹر کو وقف کے واجب الادا رقم جمع نہیں کرائی۔ صدر کے حکم کی اطلاع مجلس کو دی گئی اور مجلس نے اس کی منظوری بھی دے دی۔ یہ شاید ہی کوئی ایسی بنیاد ہے جس پر اس عدالت میں غور کیا جا سکے۔

اپیل قابلیت سے عاری ہے۔ یہ ناکام ہو جاتی ہے اور اخراجات کے ساتھ خارج کر دی جاتی ہے.

اپیل خارج کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.05.02 14.14
I attest to the accuracy and integrity of this document